قرآن کریم کی مستند عربی تفسیر پہلی مرتبہ اُردو میں

تفسیرِ بغوی اُردو

المعروف مَعالِمُ التَّنْزِیل

ازامام الکبیر ابو محمد حسین بن مسعود الفرأ بغوی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۵۱۶ھ

جلد چہارم ... سُورۃ مریم تا سُورۃُ العنکبوت

بشمول قرآنی فضائل وخواص

ازابومحمد عبداللہ یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ)

وحضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ

(تلمیذرشید حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ)

تعارف تفسیر

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عُثمانی مدظلہم

خصوصیات

- قرآنی متن ترجمہ اور تفسیر جلی حروف میں
- ترجمہ ازحکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ
- فقہی احکام اور مسائل کا التزام
- مفسرین کے متعدد اقوال ایک ہی جگہ پر
- تفسیر کے علاوہ قرآنی الفاظ کی علیحدہ تشریح وتفسیر
- قرآنی واقعات کی متعدد روایات یکجا
- صرفی نحوی لغوی تحقیق کے ساتھ مستند تحقیقی تفسیر
- تفسیر کے مطابق قرآنی متن وترجمہ اپنی جگہ پر

اِدارۂ تالِیفاتِ اَشرفِیہ
چوک فوارہ مُلتان پاکستان
0322-6180738, 061-4519240

قرآن کریم کی مستند عربی تفسیر پہلی مرتبہ اُردو میں

تفسیرِ بغوی اُردو

المعروف مَعَالِمُ التَّنزِیل

از امام الکبیر محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء بغوی شافعی رحمہ اللہ متوفی ۵۱۶ھ

جلد چہارم... سُورۃ مریم تا سُورۃُ العنکبوت

خصوصیات

- قرآنی متن ترجمہ اور تفسیر جلی حروف میں
- آسان ترجمہ از حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ
- فقہی احکام اور مسائل کا التزام
- مفسرین کے متعدد اقوال ایک ہی جگہ پر
- عام تفسیر کے علاوہ قرآنی الفاظ کی علیحدہ تشریح وتفسیر
- قرآنی واقعات کی متعدد روایات یکجا
- صرفی نحوی لغوی تحقیق کے ساتھ مستند تحقیقی تفسیر
- تفسیر کے مطابق قرآنی متن وترجمہ اپنی جگہ پر
- منتخب قرآنی آیات کے فضائل وخواص

بشمول قرآنی فضائل وخواص

از امام ابو محمد عبداللہ یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ)
وحضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ
(تلمیذ رشید حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ)

تعارف تفسیر

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
کے قلم سے

ترجمہ از
اشرفیہ مجلس علم وتحقیق

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ مُلتان پاکستان
(0322-6180738, 061-4519240

تفسیر بغوی اردو

تاریخ اشاعت..........رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ
ناشر..........................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت...................... سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان

مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار......لاہور
دارالاشاعت.......اُردو بازار..........کراچی
مکتبہ علمیہ..............اکوڑہ خٹک.......پشاور
مکتبہ رشیدیہ.......سرکی روڈ.....کوئٹہ
اسلامی کتاب گھر.....خیابان سرسید.....راولپنڈی
مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار......پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE Butt BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

اللہ غصہ آ گیا اور آپ نے سب گھوڑوں کو قتل کرا دیا۔ پھر اللہ نے مقتول گھوڑوں کے عوض دوسرے بہتر گھوڑے عطا فرما دیئے، ہوا آپ کے حکم سے آپ کی مرضی کے مطابق تیزی سے آپ کو اُٹھا کر لے جاتی تھی، صبح کو ایلیا سے چلتے تو قیلولہ (دوپہر کا قیام) اصطخر میں کرتے، پھر پچھلے دن میں اصطخر سے چلتے تو شام بابل میں کرتے۔

ابن زید نے بیان کیا تختوں سے بنی ہوئی آپ کی ایک سواری تھی جس کے ایک ہزار پائے تھے، ہر پایہ (کھوکھلا تھا جس کے اندر ہزار خانے تھے، آپ کے ساتھ انس وجن سوار ہوتے تھے، ہر پایہ کے نیچے (اُٹھانے والے) ایک ہزار جنات ہوتے تھے جو اس تخت کو اُٹھائے ہوتے تھے، تخت اونچا ہو جاتا تو نرم ہوا آ کر اس تخت کو اُٹھا لیتی (صبح کو چل کر) آپ دوپہر کو ان لوگوں کے پاس قیام کرتے جو ایک ماہ کی مسافت کی دوری پر ہوتے تھے، پھر شام ایسے لوگوں میں کرتے جن کی دوری ایک ماہ کی مسافت کے بقدر ہوتی۔ لوگوں کو پتہ بھی نہ چلتا کہ اچانک آپ لشکر سمیت آ پہنچتے۔

روایت میں آیا ہے کہ ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام عراق سے صبح کو چلے، مرو میں دوپہر کو پہنچے، وہاں قیام کیا، پھر بلخ میں عصر کی نماز پڑھی، پھر بلخ سے روانہ ہو کر ترکستان میں داخل ہو گئے۔ پھر ترکستان سے سرزمین چین تک پہنچ گئے، ہوا کے کندھوں پر یہ راستہ طے کیا اور پرندے سر پر سایہ فگن رہے۔ آپ صبح کے دن میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے تھے اور شام کے دن میں بھی اتنی دور پہنچ جاتے تھے۔ یہاں سے آپ نے مشرق کی طرف رُخ کیا۔ یہاں تک کہ قندھار پہنچ گئے، پھر قندھار سے مکران اور کرمان پہنچے، پھر یہاں سے گزر کر بلاد فارس میں پہنچے اور وہاں چند روز فروکش رہے۔ پھر صبح کو یہاں سے روانہ ہو کر دوپہر کو کسکر پہنچے، پھر شام تک ملک شام میں آ گئے، آپ کی (اصل) قرار گاہ شہر تدمر میں تھی، شام سے عراق کی طرف روانہ ہونے سے پہلے آپ نے جنات کو حکم دیا تھا کہ ایک عمارت بنائیں۔ چنانچہ جنات نے پتھر کی چٹانوں اور ستونوں اور سفید و زرد مرمر سے ایک عمارت تیار کی تھی۔ جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

الا سليمان اذ قال المليک له قم فى البرية فاحددها عن العقد

وجيش الجن انى قد اذنت لهم يبنون تدمر بالصفاح والعمد

(جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ماتحتوں سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ اور تیزی کے ساتھ ایک تعمیر بناؤ جن کے سردار نے کہا کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا۔ اس نے تعمیر بنائی تدمر شہر میں پتلے پتھروں کے ساتھ اور ستونوں کے ساتھ۔)

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِکَ. وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿82﴾

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿83﴾

ترجمہ: اور بعضے شیطان ایسے تھے کہ سلیمانؑ کے لئے (دریاؤں میں) غوطہ لگاتے تھے (تا کہ موتی نکال کر لا دیں) اور وہ اور کام بھی اس کے علاوہ کرتے تھے اور ان کے سنبھالنے والے ہم تھے اور ایوبؑ کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے (بعد مبتلا

ہونے مرض شدید کے) اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔

تفسیر ⑧② "ومن الشیطان" اور ہم نے شیطان کو بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے مسخر کر دیا تھا۔ "من یغوصون له" وہ سمندر کے نیچے داخل ہوتے اور وہاں سے موتی نکال کر لاتے۔ "ویعملون عملاً دون ذلک" اور اس کام کے علاوہ دوسرے کام بھی کرتے تھے۔ "یعملون له ما یشاء من محاریب وتماثیل"......"وکنا له حافظین" ہم جنات کی نگرانی رکھے ہوئے تھے کہ کہیں وہ آپ کے حکم سے نکل نہ جائیں۔ زجاج نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نگرانی رکھتے تھے کہ کہیں بنائی ہوئی چیزوں کو تباہ نہ کر دیں۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کسی جن کو کسی آدمی کے ساتھ کام پر بھیجتے تو آدمی سے فرما دیتے جب اس کام سے یہ فارغ ہوجائے تو اس کو کسی اور کام پر لگا دینا، ایسا نہ ہو کہ یہ کئے ہوئے کام کو برباد کر دے، جنات کی یہ عادت ہی تھی کہ جب کسی کام سے فارغ ہوجاتے اور دوسرے کام میں مشغول نہ ہوتے تو بنے ہوئے کام کو ہی تباہ کر دیتے۔

⑧③ "وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی" اور ایوب کا تذکرہ کیجئے۔ جب اس نے (مصائب میں) اپنے رب کو پکارا۔ اے رب! مجھے دُکھ لگ گیا ہے۔ نادیٰ یعنی دُعا کی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ

وہب بن منبہ نے بیان کیا حضرت ایوب رومی تھے، آپ کا جدی نسب اس طرح تھا۔ ایوب ابن احرص بن رازخ بن روم بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام۔ آپ کی والدہ حضرت لوط بن ہاران کی اولاد میں سے تھیں۔

آپ اللہ کے برگزیدہ بندے اور نبی تھے، اللہ نے آپ کے لیے دُنیا وسیع کر دی تھی، سرزمین شام میں ایک گھاٹی جس کے اندر میدانی زمین بھی تھی اور پہاڑی بھی، آپ کی ملک تھی اونٹ، گائے، بیل، بھینس، بھیڑ، بکری، گھوڑے، گدھے ہر قسم کے بکثرت جانور آپ کے پاس تھے، پانچ جوڑ بیلوں کے کھیتی کرنے کے لیے بھی آپ کے پاس تھے۔ ہر جوڑ کا خادم ایک غلام تھا اور ہر غلام کے بیوی بچے بھی تھے۔ بیلوں کی ہر جٹ کا (یعنی کھیتی کرنے اور ہل جوتنے وغیرہ کا) سامان اُٹھانے کے لیے ایک گدھی تھی اور ہر گدھی کے دو دو، تین تین، چار چار، پانچ پانچ اور اس سے زیادہ بچے تھے۔ اللہ نے آپ کو اہل وعیال لڑکے اور لڑکیاں بھی عطا کی تھیں۔ آپ بڑے نیک، پرہیزگار، غریبوں پر رحم کرنے والے، مسکینوں کو کھانا کھلانے والے، بیواؤں کی خبر گیری کرنے والے، یتیموں کی سرپرستی کرنے والے اور بڑے مہمان نواز تھے۔ مسافروں کو خرچ دے کر وطن تک پہنچا دیتے تھے، اللہ کی نعمتوں کا شکر اور اللہ کا حق ادا کرتے رہتے تھے، اللہ نے شیطان مردود سے آپ کو محفوظ کر دیا تھا۔ ابلیس دوسرے مال داروں اور عزت یاب لوگوں کو اللہ کی یاد سے غافل بنا دیتا ہے۔ آپ کے ساتھ تین جماعتیں تھیں جو آپ پر ایمان لائیں اور ان کی تصدیق کی۔ ایک شخص اہل یمن میں سے تھا اس کو نغر کہا جاتا ہے اور دو شخص ان کے شہر ہی کے تھے۔ ان میں سے ایک کو یلداد اور

دوسرے کو صافر کہا جاتا ہے اور یہ سب ادھیڑ عمر کے تھے اور ابلیس سے آسمان میں رونما ہونے والا کوئی واقعہ پوشیدہ نہیں تھا، وہ دیکھ لیتا تھا، جب بھی یہ ارادہ کرتا، کوئی بات سننا چاہتا تو سن لیتا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھالیا۔ پھر اس پر چار آسمانوں کو محجوب کردیا کہ وہ چار آسمانوں میں سے کسی کی بات سن نہیں سکتا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف لائے تو باقی تین آسمان سے بھی اس کو روک دیا گیا۔ ابلیس نے سنا کہ ملائکہ حضرت ایوب علیہ السلام پر دُرود بھیج رہے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ کیا۔ اس وقت سے ابلیس میں حسد اور سرکشی پیدا ہوئی۔ پھر وہ جلدی سے آسمان کی طرف گیا اور ایک جگہ رُک کر کہنے لگا۔ الٰہی! میں دیکھتا ہوں تیرے بندے ایوب (علیہ السلام) کو کہ تو نے اس پر خوب انعام کیا اور اس کا شکر ادا کیا اور اس کے ساتھ عافیت والا معاملہ کیا اور تو اس کی تعریف بھی کرتا ہے۔ اگر آپ اس کو کسی تکلیف میں مبتلا کردیں تو پھر جس حالت میں آپ اس وقت دیکھ رہے ہیں شکر و عبادت میں، وہ ایسی طاعت و عبادت چھوڑ دے گا۔

اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جا میں نے تجھے اس کے مال پر مسلط کردیا۔ وہاں سے ابلیس مڑا اور اس سرزمین میں آ گیا۔ پھر اس نے بڑے جنوں کو جمع کیا اور بڑے بڑے شیطانوں کو جمع کیا اور ان سب کو کہا کہ کیا تمہارے پاس کوئی طاقت ہے، ہمیں ایوب کے مال پر مسلط کیا گیا اور اس پر ایسی مصیبت جو فنا کردینے والی ہے اور اس پر کوئی شخص صبر نہیں کرسکتا۔

عفریت جس کا تعلق شیطان سے تھا وہ کہنے لگا کہ مجھے اتنی قوت دی گئی ہے کہ اگر میں چاہوں تو آگ بن کر اس کا سب کچھ جلا دوں۔ ابلیس نے اس کو کہا کہ تم اس کے اونٹ اور اس کے چرواہوں کو لے آؤ، وہ اونٹوں کو لے آیا، جب ان اونٹوں کو باندھا گیا اور لوگوں کو معلوم ہی نہیں ہوا کہ اچانک زمین کے نیچے سے آگ نکلی، اس آگ کے قریب کوئی نہیں جاسکتا تھا، جو بھی اس کے قریب جاتا آگ اس کو جلا ڈالتی۔ اس آگ نے باڑے کے اندر تمام اونٹوں کو جلا دیا۔ یہاں تک کہ آخری اونٹ بھی جل کر راکھ ہوگیا۔ پھر اللہ کا دشمن بری شکل لے کر آیا اور حضرت ایوب علیہ السلام کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہوگیا، اس نے حضرت ایوب علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ اس نے کہا اے ایوب! (علیہ السلام) آگ آئی، اس نے تمہارے سارے اونٹوں کو گھیراؤ میں ڈالا اور سب کو جلا کر راکھ کردیا۔ اس کے جواب میں حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا **"الحمدللّٰہ الذی ھو اعطاھا وھو اخذھا"** تمام تعریفیں اسی ذات کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ مال عطا کیا اور اس کو لیا۔ اس کے علاوہ میں اور میرا مال بھی ایک دن فناء ہوجائے گا۔ اس پر ابلیس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آگ نازل کی اس سے سب کچھ جل گیا اور اس نے لوگوں کو حیران زدہ چھوڑ دیا اور پھر ان لوگوں میں سے بعض کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) حضرت ایوب علیہ السلام جس کی عبادت کررہے ہیں وہ دھوکہ ہی ہے اور ان میں سے بعض یہ کہتے کہ اگر ایوب علیہ السلام کا خدا قادر ہوتا (نعوذ باللہ) تو وہ اس آگ سے ان کے مال کو بچاتا اور ان میں سے بعض یہ کہتے، یہ اس کے ساتھ ایسا اس لیے ہوا تاکہ اس کے دشمن ہنسیں اور اس کے دوست غمزدہ ہوجائیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ **"الحمدللّٰہ حین أعطانی وحین نزع منی"** تمام تعریفیں اس کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ مال عطا کیا اور

جس نے مجھ سے چھینا۔ اس نے مجھے اپنی ماں کے پیٹ سے ننگا پیدا کیا اور ننگا قبر میں جاؤں گا اور ننگا ہی قیامت کے دن اُٹھایا جاؤں گا۔ یہ بات میرے لیے مناسب نہیں کہ وہ مجھے کوئی چیز عطا کرے تو میں خوش ہوں اور مجھ سے کوئی چیز چھین لیے تو میں صبر نہ کروں۔ اللہ ہی اس کو خوب بہتر جانتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے کہ بندے کے لیے کونسی چیز بہتر ہے تو اس کو ہمارے لیے خوشی کا سامان کر دیتا ہے اور جو وہ چاہتا ہے کہ یہ چیز میرے بندے کے لیے شر ہے وہ اس کو لے لیتا ہے۔

یہ سن کر ابلیس اپنے ساتھیوں کے پاس آیا، ذلیل و رسوا ہو کر، ان کو کہا کہ تمہارے ساتھ کیا قوت ہے، میں ایوب علیہ السلام کے دل کو تکلیف نہیں پہنچا سکا۔ عفریت نے کہا کہ میرے پاس ایک ایسی قوت ہے کہ میں اگر چیخ ماروں تو میری چیخ ذی روح میں سے جو بھی سن لے گا وہ مر جائے گا۔ ابلیس نے کہا کہ بھیڑ اور ان کے چرواہوں کو لے آؤ۔ پھر وہ چلا گیا اور ان کے درمیان پہنچ گیا اور اتنی زوردار چیخ ماری کہ سب ذی روح مر گئے حتیٰ کہ چرواہے بھی اس چیخ سے مر گئے۔ پھر ابلیس چرواہے کی شکل میں حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا، وہ نماز پڑھ رہے تھے، اس نے آپ علیہ السلام کو پہلے کی طرح کہا۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے پہلے کی طرح جواب دیا۔ پھر ابلیس اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بتاؤ!

تمہارے پاس کیا طاقت ہے میں تو اب بھی ایوب کے دل کو زخمی نہیں کر سکا۔ ایک خبیث جن کہنے لگا۔ اگر میں چاہوں تو آندھی بن سکتا ہوں جو ہر چیز کو اُڑا کر لے جائے گی۔ ابلیس نے کہا تو بیلوں اور کھیتوں کے پاس جا، خبیث جن چلا گیا اور اچانک ایک طوفانی ہوا چلی اور ہر چیز کو اُڑا کر لے گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ اس کے بعد ابلیس کھیتی باڑی کے منیجر کی شکل بنا کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا، آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، ابلیس نے وہی پہلے والی بات کی اور آپ نے بھی وہی سابقہ کا جواب دے دیا اور مصیبت پر صبر کرنے پر اپنے دل کو جما لیا، آخر جب آپ کے پاس کسی طرح کا مال نہ رہا اور ابلیس نے آپ کا سارا مال تباہ کر دیا تو آسمان پر پھر گیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا، الٰہی! ایوب علیہ السلام جانتا ہے کہ جب آل و اولاد سے تو نے اس کو بہرہ اندوز کیا ہے تو مال بھی عنایت کر دے گا اس لیے مطمئن ہے کیا تو مجھے اس کی اولاد پر تسلط عطا فرما دے گا، یہ مصیبت ایسی ہے جس پر (بڑے بڑے) آدمیوں کے دل برقرار نہیں رہ سکتے۔ اللہ نے فرمایا (جا) میں نے تجھے ایوب علیہ السلام کی اولاد پر دسترس عطا کی، دشمن خدا چلا آیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد ایک قصر کے اندر تھی۔ ابلیس نے اس قصر کے در و دیوار کو جھنجھوڑ ڈالا۔ دیواروں کو باہم ٹکرا دیا، لکڑیاں اور پتھر اوپر سے پھینکے، یہاں تک کہ جب سب لوگوں کو خوب زخمی کر دیا تو محل کو اُٹھا کر اُلٹ دیا، سب لوگ سرنگوں ہو کر گر پڑے اور ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد بچوں کے اتالیق کی شکل بنا کر حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا، خود بھی اس وقت زخمی تھا، چہرے پر خراشیں تھیں، خون بہہ رہا تھا، جا کر واقعہ کی اطلاع دی اور کہا اگر آپ وہ منظر دیکھ لیتے جب کہ آپ کے بچے سخت اذیتوں میں مبتلا ہوئے تھے خون بہہ رہا تھا اور دماغ بھی باہر نکلنے لگے تھے، پیٹ پھٹ گئے تھے، انتڑیاں بکھری پڑی تھیں، اسی حالت میں قصر اُلٹ گیا اور سب اُلٹے ہو کر جاں بحق ہو گئے تو آپ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ ابلیس برابر اسی طرح

کے (دردناک) الفاظ کہتا رہا اور حضرت ایوب علیہ السلام سنتے رہے۔ آخر آپ کے دل میں رقت پیدا ہوئی اور رونے لگے اور ایک مٹھی خاک اپنے سر پر ڈالی اور کہا کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ ابلیس نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور ایوب علیہ السلام کی بے صبری کو دیکھ کر فوراً آسمان پر چڑھ گیا۔ اُدھر حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے الفاظ سے رجوع کر لیا اور توبہ واستغفار کی اور آپ علیہ السلام کی توبہ واستغفار کو ملائکہ لے کر ابلیس کے پہنچنے سے پہلے ہی جا پہنچے اور بارگاہِ الٰہی میں پیش کر دی، اللہ تو پہلے ہی بخوبی واقف تھا (ملائکہ کی پیشی بھی حسب الحکم ہوگئی) ابلیس ذلیل ہو گیا اور کہنے لگا۔ الٰہی تو نے ایوب علیہ السلام کو تندرستی دی ہے، جسمانی اذیت سے محفوظ رکھا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس کی تندرستی ہے تو اللہ مال واولا د اور عنایت کر دے گا۔ اس لیے مال واولاد کی ہلاکت کا اس پر اثر نہیں پڑا تو مجھے اس کے جسم پر تسلط عطا کر دے گا (تو اس کا قدم ڈگمگا جائے گا) اللہ نے فرمایا، جا میں نے ایوب کے جسم پر تجھے تسلط عطا کیا لیکن زبان اور دل پر تیرا تسلط نہیں ہے، زبان ودل کے علاوہ باقی جسم کو تیرے زیر تسلط کر دیا گیا۔

اللہ نے ابلیس کو یہ تسلط صرف اس لیے عطا فرمایا تھا کہ ایوب علیہ السلام کے ثواب میں اضافہ ہو، صبر کرنے والوں کے لیے مثال ہو۔ ہر دُکھ اور مصیبت پر صبر کرنے کی دوسروں کو تلقین ہو اور باامید ثواب ہر اذیت پر ان کو صبر ہو۔ اللہ کا دشمن اجازت پا کر فوراً آیا، ایوب علیہ السلام اس وقت سجدے میں تھے، سر اُٹھانے نہ پائے تھے کہ ابلیس آ گیا اور چہرے کی طرف سے آ کر ناک کے سوراخ میں ایک پھونک ماری جس سے حضرت ایوب علیہ السلام کا جسم آگ کی طرح بھڑکنے لگا اور سر کی چوٹی سے پاؤں کی نوک تک ایسے دمبل نکل آئے جیسے بکری کی کلیجی اور ان میں کھجلی پیدا ہوگئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ناخنوں سے اس کو کھجانا شروع کیا یہاں تک کہ سب ناخن گر گئے، پھر کھردرے ٹاٹ سے کھجایا، ٹاٹ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، پھر نوک دار کھردرے ٹھیکروں اور پتھروں سے کھجایا اور اتنا کھجایا کہ گوشت کٹنے لگا۔ بو دینے لگا، سڑ گیا۔ بستی والوں نے آپ کو بستی سے باہر نکال کر ایک کوڑے پر جھونپڑی بنا کر اس میں ڈال دیا اور سب نے چھوڑ دیا، صرف آپ کی بی بی رحمت بنت افرائیم بن یوسف بن یعقوب نے ساتھ دیا۔ بعض نے رحمت کو حضرت یوسف علیہ السلام ہی کی صاحبزادی کہا ہے۔ رحمت آپ کے پاس آتی رہیں اور آپ کی ضروریات فراہم کر کے لاتی رہیں۔ جب حضرت کے تینوں رفقاء الیقن، بلدد اور صافر نے حضرت ایوب علیہ السلام کی یہ ابتلائی حالت دیکھی تو وہ بھی کنارہ کش ہو گئے اور (شرعی جرم کرنے کی) آپ پر تہمت لگائی مگر آپ کے دین کو نہیں چھوڑا۔ جب مصیبت بڑھ گئی تو ایک روز تینوں حضرات ان کے پاس آئے اور خوب سخت سست کہا اور کہنے لگے آپ کو اللہ کی طرف سے یہ گناہ کی سزا دی گئی، اللہ سے توبہ کیجئے۔

راوی کا بیان ہے ایک نوجوان مؤمن بھی ان تینوں کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا اے عمر رسیدہ لوگو! آپ لوگ اپنی عمروں کی بیشی کی وجہ سے کلام کرنے کے زیادہ مستحق ہو لیکن آپ لوگوں نے جو کچھ کہا خیال کیا اور جو بات کی اس سے زیادہ اچھا کلام بہترین رائے اور مناسب ترین بات بھی پیش کر سکتے تھے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت ایوب کا تم پر حق ہے، ذمہ داری ہے، کیا تم کو معلوم ہے کہ تم نے کس کی توہین اور بے عزتی کی، وہ کیسی شخصیت ہے جس پر تم نے عیب تھوپے اور نکتہ چینی کی، کیا تم نہیں جانتے کہ وہ اللہ کا پیغمبر ہے، اس وقت تمام اہل ارض سے برگزیدہ اور اللہ کا منتخب بندہ ہے، پھر تم کو یہ بھی نہیں معلوم اور نہ

اللہ نے تم کو بتایا ہے کہ جب سے ایوب علیہ السلام کو پیغمبری ملی کبھی بھی اللہ نے اس کی کسی حرکت کو ناپسند کیا ہو یا جو عزت اس کو عطا فرمائی ہے اس کا کوئی حصہ چھین لیا ہو، نہ یہ کہہ سکتے ہو کہ اس وقت سے جب سے تم اس کے ساتھ ہوئے ہو کبھی بھی آج تک اس نے اللہ کے سلسلہ میں کوئی ناحق بات کہی جس (دُکھ اور تکلیف) کو تم ایوب علیہ السلام کے لیے اپنے خیال میں باعث تذلیل و تحقیر سمجھتے ہو (وہ ایسا نہیں ہے) اللہ اپنے پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کو دُکھ میں مبتلا کرتا چلا آیا ہے، اس کی طرف سے یہ دُکھ اور امتحان اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ اس طبقہ سے ناراض ہے نہ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی نظر میں یہ لوگ ذلیل ہو گئے بلکہ یہ امر تو ان کے لیے مزید عزت افزائی اور فضیلت ہے۔

اور بالفرض اگر ایوب علیہ السلام اللہ کے نزدیک اس مرتبہ پر نہیں بھی ہوں تب بھی وہ تمہارے بھائی تو ہیں، تم نے ان کے ساتھ رہ کر ان سے برادری کی ہے (مطلب یہ ہے کہ اگر تم ان کو پیغمبر نہیں مانتے تو دوست ہی سمجھو، مدت تک تم ان کے ساتھ رہے ہو) اور کسی دانش مند کے لیے جائز نہیں کہ اپنے دوست سے اس کی مصیبت کے وقت کنارہ کش ہو جائے یا اس کو لعنت و ملامت کرے، وہ تو خود غم رسیدہ اور دُکھی ہے اس پر نکتہ چینی کرنی اور نکتہ چینی بھی وہ جس کا علم عار دلانے والے کو نہیں، کسی طرح درست نہیں۔ مناسب تو یہ ہے کہ اس سے ہمدردی کی جائے، اس کے رونے میں شرکت کی جائے، اس کے لیے دُعائے مغفرت کی جائے اور جو تدبیریں اس کے معاملے کو درست کرنے والی ہیں وہ بتائی جائیں۔ دانش منداور ہدایت یافتہ وہ شخص نہیں جو ان باتوں سے ناواقف ہو۔

سن رسیدہ بزرگو! اللہ کی عظمت وجلال کا مطالعہ اور موت کی یاد تمہاری زبانوں کو کاٹ دیتی ہے اور دلوں کو پارہ پارہ کر دیتی ہے، کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو بڑے فصیح اللسان، بلیغ البیان، دانش منداور عالم ہیں نہ گونگے ہیں نہ بیان سے عاجز، اس کے باوجود اللہ کے خوف نے ان کو خاموش کر دیا ہے۔ جب وہ اللہ کی عظمت کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی زبانیں (ماسوا کے تذکرے سے) کٹ جاتی ہیں، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، دل پارہ پارہ ہو جاتے ہیں اور ہوش و حواس پراں ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ کی عظمت کو دیکھنے اور جلال الٰہی کا مشاہدہ کرنے کے وقت ہوتا ہے لیکن جب (ان کو ہوش آتا ہے اور) استقامت حال نصیب ہوتی ہے تو اس وقت وہ اپنے پاکیزہ اعمال کے ساتھ اللہ کی طرف دوڑتے ہیں مگر اپنا شمار خطا واروں اور ظالموں کے ساتھ کرتے ہیں وہ خود ابرار اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں لیکن قصور واروں اور گنہگاروں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہی لوگ بڑے دانش منداور اصحاب قوت ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے اس نوجوان کی یہ تقریر سن کر فرمایا، اللہ چھوٹے بڑے کے دل میں اپنی رحمت سے حکمت کی تخم پاشی کرتا ہے، پھر دل میں پودا پیدا ہوتا ہے تو زبان پر اللہ اس کو ظاہر فرما دیتا ہے، حکمت کا مدار نہ طول عمر اور بڑھاپے پر ہے نہ تجربے کی فراوانی پر، اگر اللہ کسی کو بچپن میں ہی باحکمت بنا دیتا ہے تو اس کا مرتبہ دوسرے حکماء کے نزدیک کم نہیں ہوتا۔ اہل حکمت جانتے ہیں کہ نور عزت خداداد ہے اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام نے ساتھیوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اپنے رب کی طرف رُخ کر کے فریاد وزاری میں مشغول ہوئے۔ عرض کیا اے میرے رب! تو نے مجھے کس لیے پیدا کیا، کاش تو نے مجھے پیدا

نہ کیا ہوتا، اے کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ مجھ سے کون سی خطا ہوگئی اور میں نے کون سا ایسا کام کیا جس کی وجہ سے تو نے اپنا مبارک رُخ میری طرف سے پھیرلیا۔ اگر میں نے کوئی گناہ کیا تو مجھے مار ڈالتا اور میرے آباء واجداد کے ساتھ مجھے ملا دیتا، موت ہی میرے لیے زیادہ مناسب تھی، کیا میں مسافروں کے لیے قیام گاہ اور مسکینوں کے لیے قرار گاہ نہیں بنا ہوا تھا؟

کیا میں یتیموں کا والی اور بیواؤں کا سر پرست نہیں تھا؟ الٰہی میں تیرا بندہ ہوں، اگر تو مجھ سے بھلائی کرے گا تو تیرا احسان ہے اور اگر میرے ساتھ برائی کرے گا تو مجھے سزا دینے کا تجھے اختیار ہے تو نے مجھے مصیبتوں کی آماجگاہ اور دُکھوں کا نشانہ بنا دیا، مجھ پر ایسی مصیبت پڑی ہے کہ اگر تو پہاڑ پر ڈال دیتا تو وہ بھی نہ اُٹھا سکتا، پھر میری کمزوری اس کو کیسے برداشت کر سکتی ہے؟ تیرے قطعی حکم نے مجھے ذلیل کر دیا اور تیری ہی حکومت نے مجھے بدحال بنا دیا اور میرے جسم کو دُبلا کر دیا۔ اگر میرا رب اپنی ہیبت کو نکال دے جو میرے دل میں ہے اور میری زبان کو رواں کر دے کہ میں منہ بھر کر بول سکوں، پھر یہ مناسب بھی ہو کہ بندہ اپنی طرف سے حجت پیش کر سکے تو اُمید ہے کہ جو مصیبت مجھ پر ہے اس سے مجھے بچاؤ عطا کر دے گا لیکن وہ تو مجھ سے بہت بالا و اعلیٰ ہے، وہ مجھے دیکھتا ہے، میں اسے نہیں دیکھتا، وہ میری بات سنتا ہے، میں اس کی آواز نہیں سنتا، اس کی نظر (عنایت) میری طرف نہیں، نہ وہ مجھ پر رحم کرتا ہے نہ مجھ سے قریب ہے نہ مجھے اپنے قریب کرتا ہے کہ میں اپنا عذر پیش کر سکوں اور اپنی برأت کی بات کر سکوں اور اپنا دفاع کر سکوں۔

حضرت ایوب علیہ السلام اتنی ہی بات کرنے پائے تھے اور آپ کے ساتھی آپ کے پاس ہی بیٹھے تھے کہ یکدم ایک بادل چھا گیا، ساتھیوں نے خیال کیا کہ اس کے اندر کوئی عذاب آیا لیکن اس کے اندر سے آواز آئی اے ایوب! اللہ فرماتا ہے میں تیرے قریب ہوں اور ہمیشہ سے تیرے قریب ہی رہا، اُٹھ اپنا عذر پیش کر اور اپنی برأت کی بات کر اور اپنی طرف سے دفاع کر اور کمر کس کر اُٹھ کھڑا ہو اور اس مقام پر کھڑا ہو جس مقام پر کوئی طاقت ور کھڑا ہو کر دوسرے طاقتور کا دفاع کرتا ہے۔ اگر تجھ سے ہو سکے۔ مجھ سے وہی جھگڑا کر سکتا ہے جو مجھ جیسا ہو، اے ایوب! تیرے نفس نے تجھے آرزومند بنا دیا ہے کہ تو اپنی قوت سے اپنے مقصد کو پہنچ جائے گا تو کہاں تھا جس روز میں نے زمین کو پیدا کیا اور اس کی بنیاد پر اس کو قائم کیا، کیا تو میرے ساتھ زمین کے کناروں کو پھیلا رہا تھا؟ کیا تو واقف ہے کہ میں نے کس اندازے سے اس کو بنایا؟ کس چیز پر اس کے اطراف کو قائم کیا؟ کیا تیری اطاعت کر کے پانی نے زمین کو اُٹھایا ہے کیا تیری حکمت سے زمین پانی کا سر پوش بنی ہوئی ہے؟ تو اس روز کہاں تھا جب میں نے آسمان کو چھت کی شکل میں ہوا میں بلند کیا تھا نہ اوپر سے کوئی رسی ہے کہ آسمان سے بندھا لٹک رہا ہو، نہ نیچے سے ستون اس کو اُٹھائے ہوئے ہیں، کیا تو اپنی حکمت سے اس مقام تک پہنچ سکتا ہے کہ آسمان کے نور کو بہا دے یا ستاروں کو چلا دے؟ کیا تیرے حکم سے رات و دن کا ادل بدل ہو رہا ہے؟ جس روز دریاؤں کے فوارے میں نے (زمین سے) نکالے تھے اور سمندروں کو ان کی حدود میں بند کیا تھا تو تو کہاں تھا؟ کیا تیری قوت سے سمندروں کی لہریں ان کی حدود کے اندر روکی گئی ہیں؟ یا مدت حمل ختم ہونے پر رحم کا منہ تو کھولتا ہے؟ جب میں نے پانی کو خاک پر روکا تھا اور اونچے پہاڑ برپا کیے تھے تو کہاں تھا؟ کیا تجھے علم ہے کہ کس چیز پر میں نے پہاڑوں کو برپا کیا ہے؟ یا کس توازن سے ان کو قائم کیا ہے، کیا تیرے پاس ایسی کلائیاں ہیں جو ان کا بوجھ اُٹھا

9

سکیں؟ کیا تو جانتا ہے کہ جو پانی میں آسمان سے اُتارتا ہوں وہ کہاں سے آتا ہے؟ کس چیز سے بادل پیدا ہوتا ہے؟ برف کا خزانہ کہاں ہے؟ اولوں کے پہاڑ کہاں ہیں؟ دن کے اندر رات کا خزانہ کہاں ہے؟ اور رات میں دن کا خزانہ کہاں رہتا ہے اور ہواؤں کا خزانہ کہاں ہے؟ درخت کس زبان میں باتیں کرتے ہیں؟ کس نے انسان کے جوف (سینہ یا پیٹ یا سر) میں عقل پیدا کی اور کس نے کانوں اور آنکھوں کے یہ شگاف بنائے؟ فرشتے کس کے اقتدار کے مطیع ہیں اور کس نے اپنی قہاری طاقت سے سب طاقتوروں کو مغلوب کر رکھا ہے اور کس نے اپنی حکمت سے رزق کی تقسیم کی ہے۔ اللہ نے اسی طرح کے کلام میں اپنی آثارِ قدرت کا بکثرت اظہار فرمایا۔

ایوب علیہ السلام کا بارگاہ الٰہی میں دعا

ایوب علیہ السلام نے عرض کیا، الٰہی جو تفصیل تو نے بیان فرمائی اس کو سمجھنے (اور جواب دینے) سے (میری حالت اور) میرا مرتبہ حقیر ہے۔ میری زبان گنگ ہوگئی، میری عقل اور دانش کند ہوگئی اور میری قوت کمزور پڑ گئی۔ اے میرے معبود! میں جانتا ہوں کہ جو کچھ تو نے بیان فرمایا، وہ تیرے ہی دست قدرت کی کاریگری اور تیری ہی حکمت کی تدبیر کا نتیجہ ہے بلکہ تیری تدبیر حکمت و صنعت اور قدرت اس سے بھی بڑی ہے، کوئی چیز تجھے بے بس نہیں کر سکتی، کوئی چیز تجھ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی، میرے معبود مجھ پر دُکھ ایسے پڑے کہ میں بے قابو ہو کر بول پڑا، مصیبت نے ہی میری زبان چلا دی۔ کاش! زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں سما جاتا اور ایسی بات اپنے رب کی شان میں نہ کہتا جو میرے رب کی ناراضگی کا باعث ہوتی۔ کاش! اس سے پہلے ہی سخت ترین دُکھ سے پیدا ہونے والے غم کی وجہ سے میں مر چکا ہوتا۔ میں نے جو کچھ زبان سے نکالا وہ اس لیے نکالا کہ تو میری معذرت قبول فرمالے اور خاموش رہا تو اس لیے کہ تجھے مجھ پر رحم آجائے۔ میری زبان سے غلطی سے ایک بات نکل گئی دوبارہ ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ میں نے اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لیا ہے اور دانتوں کے نیچے زبان دبالی ہے اور چہرے پر خاک مل لی ہے۔ آج میں تیرے عذاب سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اور سخت دکھ سے تیرے ہی جوارِ رحمت کا خواستگار ہوں، مجھے اپنی پناہ میں لے لے۔

میں تیری سزا سے محفوظ رہنے کے لیے تجھ سے ہی فریاد کرتا ہوں۔ میری فریاد رسی فرما، میں تیری ہی مدد کا طلب گار ہوں، میری مدد کر، میں تجھی پر بھروسہ رکھتا ہوں، میرا کام پورا فرما دے، میں تیرے ہی ذریعہ سے بچاؤ کا خواہاں ہوں، مجھے اپنی حفاظت میں لے لے، میں تجھ سے اپنے قصور کی معافی چاہتا ہوں، مجھے معاف فرما دے، میں آئندہ ہرگز کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو تیری مرضی کے خلاف ہو۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دُعا کی قبولیت اور خوشخبری

اللہ نے ایوب علیہ السلام سے فرمایا، تیرے بارے میں میرا علم (پہلے ہی) نافذ ہو چکا تھا اور میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے، میں نے تیرا قصور معاف کیا، تیرے اہل وعیال اور مال کی واپسی کا حکم دے دیا بلکہ جتنا تیرے پاس تھا اتنا ہی مزید

تجھے دے دیا تا کہ پیچھے آنے والوں کے لیے قدرت کی نشانی مصیبت زدہ لوگوں کے لیے عبرت اور صبر کرنے والوں کے لیے باعث عزت ہو جائے، اپنی ایڑی زمین پر مار (دیکھ) یہ ٹھنڈا پینے کا اور نہانے کا پانی ہے، اس میں تیری شفا ہے۔ اپنے ساتھیوں کی طرف سے قربانی پیش کر اور ان کے لیے دُعائے مغفرت کر، انہوں نے تیرے متعلق میری نافرمانی کی ہے (یعنی تیرے متعلق برا خیال قائم کیا اور تجھے چھوڑ کر چلے گئے) حسب الحکم ایوب علیہ السلام نے زمین پر اپنی ایڑی ماری، فوراً ایک چشمہ پھوٹ نکلا، ایوب علیہ السلام نے اس میں گھس کر غسل کیا اور فوراً ہی اللہ نے سارے دُکھ دور کر دیے، آپ چشمہ سے نکل کر آ کر بیٹھ گئے، اتنے میں سامنے سے آپ کی بی بی آ گئی اور ایوب علیہ السلام جہاں پہلے پڑے تھے وہاں آپ کو تلاش کرنے لگی اور جگہ خالی پا کر متحیر دیوانی ہو کر اِدھر اُدھر ڈھونڈنے لگی۔ آخر ایک آدمی کو بیٹھا دیکھ کر حضرت ایوب علیہ السلام سے ہی پوچھنے لگی، اللہ کے بندے! تم کو اس بیمار کا کچھ پتہ ہے جو یہاں پڑا ہوا تھا، ایوب علیہ السلام نے جواب دیا جی ہاں (میں اس کو پہچانتا ہوں) نہ پہچاننے کی کوئی وجہ نہیں، یہ کہہ کر آپ مسکرا دیے اور فرمایا وہ میں ہی تو ہوں ہنسنے سے بی بی نے پہچان لیا اور (دوڑ کر) گلے لگ گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں عبداللہ (بن عباس) کی جان ہے، بی بی ایوب علیہ السلام کے گلے سے اس وقت تک لپٹی رہی کہ سارے مویشی اور اولاد (جو فنا ہو چکی تھی دوبارہ زندہ ہو کر) ان کے سامنے سے گزر گئی۔ اس کا تذکرہ آیت ذیل میں ہے۔

83 "وایوب اذ نادیٰ ربه أنّی مسنی الضر" وقت ندا میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ پکارنے کا سبب یہی تھا کہ ان کو تکلیف پہنچی اور اس کی مدت تکلیف میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے کتنے عرصے بعد دُعا کی

ابن شہاب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام اس آزمائش میں آٹھ سال تک رہے۔ وہب کا بیان ہے کہ پورے تین سال مبتلا رہے۔ ایک دن بھی زائد نہیں ہوا۔ کعب احبار کے نزدیک حضرت ایوب علیہ السلام سات سال آزمائش میں مبتلا رہے۔ حسن بصری کے نزدیک حضرت ایوب علیہ السلام سات سال اور چند ماہ بنی اسرائیل کے کوڑے پر پڑے رہے، آپ کے بدن میں کیڑے رینگتے تھے۔ سوائے بی بی رحمت کے کوئی پاس بھی نہیں جاتا تھا۔ صرف رحمت آپ کے ساتھ جمی رہیں، آپ کے لیے کھانا لاتی تھیں اور جب ایوب علیہ السلام اللہ کی حمد کرتے تھے تو بی بی بھی حمد میں شریک ہوتی تھی، اس حالت میں بھی ایوب علیہ السلام ذکر خدا میں مشغول رہتے تھے۔ ابلیس یہ بات دیکھ کر چیخ پڑا اور اطراف زمین سے اپنے تمام لاؤلشکر کو بلا کر جمع کر کے کہنے لگا، مجھے تو اس بندے نے عاجز کر دیا ہے نہ میں نے اس کا مال چھوڑا نہ اولاد۔ اس حالت میں بھی یہ صبر کرتا رہا بلکہ پہلے سے زیادہ اس نے صبر کا اظہار کیا، پھر مجھے اس کے بدن پر بھی اختیار مل گیا تو میں نے اس کے بدن کو پھوڑا بنا کر چھوڑ دیا کہ یہ کوڑے پر پڑا رہتا ہے اور سوائے اس کی بیوی کے اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتا ہے۔ اب میں تم سے فریاد کرتا ہوں تم ہی میری مدد کرو، اب میں کیا کروں؟ ابلیس کے ساتھیوں نے کہا وہ تدبیر کیا ہوئی جس کی وجہ سے آپ

نے گزشتہ لوگوں کو برباد کر کے چھوڑا۔ ابلیس نے کہا وہ ساری تدبیریں بیکار گئیں، مجھے کچھ اور مشورہ دو، ساتھیوں نے کہا آدم علیہ السلام تک آپ کی رسائی کیسے ہوئی تھی کہ آپ نے اس کو جنت سے نکال دیا ہے۔ ابلیس نے کہا میں نے اس کی عورت کا ذریعہ اختیار کیا تھا، ساتھیوں نے کہا تو اب بھی ایوب علیہ السلام کے سلسلے میں اس کی عورت کے ذریعے سے کچھ تدبیر کیجئے، ایوب علیہ السلام بیوی کے خلاف کچھ نہیں کر سکے گا اور بیوی کے علاوہ کوئی اور اس کے پاس جاتا نہیں ہے۔ ابلیس نے کہا کہ تمہارا مشورہ ٹھیک ہے، اس کے بعد ابلیس حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کے پاس پہنچا اور مرد کی شکل میں ان کے سامنے جا کھڑا ہوا اور دریافت کیا، اللہ کی بندی تیرا شوہر کہاں ہے؟ بیوی نے کہا وہ یہی تو ہیں جو اپنے پھوڑوں سے خارش کر رہے ہیں اور ان کے بدن پر کیڑے رینگ رہے ہیں، شیطان نے بی بی کے منہ سے یہ بات سنی تو اس کو اُمید ہوئی، اس نے خیال کیا کہ شاید یہ الفاظ بے صبری کے ہوں۔ چنانچہ اغوا کے طور پر ان کی بیوی کو وہ دور یاد دلایا جس سے وہ گزر چکی تھی، مویشیوں کا اور مال کا تذکرہ اور حضرت ایوب علیہ السلام کے گزشتہ شباب کا تذکرہ کیا اور موجودہ دُکھ اور تکلیف کا بھی بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ یہ دُکھ کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ سن کر بی بی چیخ پڑی، ان کی چیخ سن کر ابلیس سمجھ گیا کہ اب اس عورت کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ چنانچہ اس نے ایک بکری کا بچہ بی بی کو لا کر دیا اور کہا کہ ایوب علیہ السلام کو چاہیے کہ اس بچے کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کر دے، اس طرح وہ تندرست ہو جائے گا۔ بی بی حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف لوٹیں اور چیختی ہوئی آئی۔ ایوب علیہ السلام کب تک آپ کا رب آپ کو دُکھ دیتا رہے گا، مال کہاں گیا، اولاد کہاں گئی، دوست کہاں گئے؟ آپ کا خوب صورت رنگ کیا ہوا، آپ کا حسین جسم کہاں چلا گیا؟ بکری کے اس بچے کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کر دیجئے؟ یہ دُکھ جاتا رہے گا، آپ آرام سے ہو جائیں گے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا، دشمن خدا تیرے پاس جا پہنچا اور تیرے اندر اس نے پھونک ماردی، تیرا برا ہو یہ تو بتا کہ جس مال مویشی، اولاد اور صحت پر تو رو رہی ہے وہ کس نے دی تھی؟ بی بی نے کہا اللہ نے، ایوب علیہ السلام نے کہا اور کتنے زمانے تک ہم مزے اُڑاتے رہے؟ بی بی نے کہا اسی برس تک، ایوب علیہ السلام نے کہا اب کتنے زمانے سے ہم پر یہ مصیبت پڑی ہے۔ بی بی نے کہا سات برس اور چند ماہ سے۔ ایوب علیہ السلام نے کہا تو کیا یہ تیرے انصاف کی بات ہوئی، اگر تو اسی برس تک مصیبت نہ جھیلے جس طرح ہم اسی برس تک راحت سے بہرہ اندوز رہے، اگر اللہ نے مجھے شفا دے دی تو میں خدا کی قسم! تجھے سو تازیانے ماروں گا تو مجھے مشورہ دے رہی ہے کہ میں اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر ذبح کروں تو جو کھانا پینا لے کر آئی مجھ پر حرام ہے اور آئندہ جو کچھ تو لے کر آئے گی اس کو چکھنا بھی میرے لیے حرام ہے، میرے پاس سے تو الگ ہو جا، مجھے صورت نہ دکھا۔ غرض ایوب علیہ السلام نے بی بی کو نکال دیا اور وہ چلی گئی۔ اس کے بعد جب حضرت ایوب علیہ السلام نے دیکھا کہ اب تو میرے پاس نہ تو کچھ کھانے کو ہے، نہ پینے کو، نہ میرا کوئی دوست ہے تو سجدہ میں گر پڑے اور دُعا کی اے میرے رب! مجھے دُکھ لگ گیا۔

"وانت ارحم الراحمین" ان سے کہا گیا کہ آپ اپنا سر مبارک اُٹھائیں۔ اللہ نے آپ کی دُعا قبول کر لی۔ آپ اپنا پاؤں زمین پر ماریں، آپ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا، اس سے چشمہ پیدا ہوا، حکم ہوا کہ اس چشمے سے غسل فرمائیں۔ غسل کرتے ہی آپ کی ظاہری

بیماری ختم ہوگئی اور جوانی واپس لوٹ آئی اور اسی طرح خوبصورت ہوگئے۔ پھر دوسرے پاؤں سے زمین پر مارا تو دوسرا چشمہ اُبل پڑا۔ اس سے انہوں نے پیا تو کوئی بیماری باقی نہیں رہی اور آپ علیہ السلام صحیح سلامت کھڑے رہے اور اس کے بعد آپ نے لباس زیب تن کیا اور دائیں بائیں گردن موڑ کر دیکھا تو وہ تمام مال واولاد جو پہلے ان کے پاس تھی سب موجود پائی بلکہ اللہ نے اس کو دُگنا کردیا۔ دولت کی کثرت اتنی ہوگئی کہ جس پانی سے آپ غسل کررہے تھے اس کی چھینٹیں جب سینے پر پڑیں تو وہ سونے کی ٹڈیاں بن گئیں اور حضرت ایوب علیہ السلام ان کو پکڑنے کے لیے ہاتھ مارنے لگے، اللہ نے وحی بھیجی، ایوب کیا میں نے تجھے اس سے مستغنی نہیں کردیا، آپ علیہ السلام نے عرض کیا، بے شک تونے مجھے غنی بنادیا لیکن یہ تو تیری مزید عنایت ہے اور مزید رحمت سے کون سیر ہوسکتا ہے۔

پھر آپ علیہ السلام وہاں سے جاکر ایک بلند مقام پر بیٹھ گئے۔ ادھر بیوی نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر ایوب علیہ السلام نے مجھے نکال ہی دیا ہے تو پھر بھی میں کس کے بھروسے پر اس کو چھوڑ سکتی ہوں۔ یوں وہ بھوکے مرجائیں گے اور ان کو درندے کھا جائیں گے۔ یہ سوچ کر بیوی لوٹ آئی تو وہاں نہ کوڑا ملا اور نہ ہی گزشتہ حالت کا نشان، سب اشیاء بدل گئی تھیں۔ جہاں پہلے کوڑا تھا بیچاری چکر کاٹنے اور رونے لگی۔ یہ سب واقعہ حضرت ایوب علیہ السلام کے سامنے ہوا اور چونکہ آپ اچھا لباس پہنتے تھے اس لیے وہ بی بی آپ کے پاس آکر پوچھنے سے ڈر رہی تھی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے خود ہی اس کو بلایا اور دریافت کیا، اللہ کی بندی تیرا کیا مقصد ہے؟ بی بی رونے لگی اور کہا یہاں کوڑے پر ایک بیمار پڑا تھا، مجھے اس کی تلاش ہے، معلوم نہیں کہ وہ مرگیا یا کیا اس کو واقعہ پیش آیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے پوچھا وہ تمہارا کیا تھا؟ بی بی نے روکر کہا وہ میرا شوہر تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ اگر اس کو تو دیکھ لے تو پہچان لے گی؟ بیوی نے کہا کوئی بھی ایسا نہیں جس نے اس کو دیکھا ہو اور پہچانا نہ ہو، پھر ڈرتے ڈرتے وہ آپ کو تکنے لگی اور کہا جب وہ تندرست تھا تو نقشہ میں آپ کے ساتھ بہت مشابہ تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا، میں ہی ایوب ہوں جس کو تونے ابلیس کے نام پر قربانی کرنے کا مشورہ دیا تھا لیکن میں نے اللہ کا حکم مانا اور شیطان کا کہا نہ مانا، میں نے اللہ سے دُعا کی، اس نے مجھے وہ سب چیزیں لوٹا کردے دیں جو تیری نظر کے سامنے ہیں۔

وہب کا بیان ہے ایوب علیہ السلام برسوں دُکھ میں رہے اور ابلیس پر غالب آئے اور شیطان ان پر بالکل قابو نہ پاسکا تو ایک گھوڑے پر سوار ہوکر حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کے راستہ میں آکھڑا ہوا، ظاہری شکل آدمی کی بنائی تھی لیکن عجیب ہیبت تھی۔ دوسرے آدمیوں سے جسم، قد اور حسن کے لحاظ سے بالکل ممتاز تھا اور گھوڑے کی جسامت نظر فریبی اور اعضاء کی مکمل ساخت بھی دوسرے گھوڑوں سے اعلیٰ تھی۔ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی اِدھر سے گزری تو شیطان نے اس سے کہا کیا تم اس دُکھی ایوب کی بیوی ہو؟ بیوی نے کہا ہاں شیطان نے کہا کیا تم مجھے پہچانتی ہو، بیوی نے کہا نہیں، شیطان نے کہا میں زمین کا دیوتا ہوں، میں نے ہی ایوب علیہ السلام کا یہ حال کررکھا ہے کیونکہ اس نے مجھے چھوڑ کر آسمان کے خدا کی پوجا کی تھی اور مجھے ناراض کردیا تھا، اب بھی اگر وہ مجھے ایک سجدہ بھی کرلے تو میں نے ایوب کا جو مال واولاد لے لی ہے وہ تم دونوں کو لوٹا دوں گا، وہ سب چیزیں میرے پاس موجود ہیں۔ یہ کہہ کر شیطان نے وادی کے اندر عورت کو تمام وہ جانور دکھادیئے جو مرچکے تھے۔ وہب کا

بیان ہے میں نے یہ بھی سنا ہے کہ ابلیس نے زوجۂ ایوب۔ سے یہ بھی کہا کہ اگر تیرا آدمی بغیر بسم اللہ کیے کھانا کھالے گا تو اس کو تندرست کردیا جائے گا اور جس مرض میں وہ مبتلا ہے وہ دُکھ دور کردیا جائے گا۔

ابلیس کا حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کے پاس آنے کا واقعہ

بعض کتابوں میں آیا ہے کہ ابلیس نے عورت سے کہا تھا تو مجھے ایک سجدہ کرلے، میں تیرا مال واولاد واپس کردوں گا اور تیرے شوہر کو بھلا چنگا بنادوں گا۔ عورت نے واپس آکر حضرت ایوب علیہ السلام کو اس بات کی اطلاع دی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا، وہ دشمن خدا تیرے پاس دین سے بہکانے کے لیے آپہنچا۔ پھر آپ نے قسم کھائی کہ اگر اللہ مجھے تندرست کردے گا تو میں سوتازیانے تیرے ماروں گا۔ جب آپ نے دیکھا کہ ابلیس کو اب یہ خیال ہوچکا ہے کہ آپ کی بیوی اس کو سجدہ کرلے گی اور اس نے بیوی کو اور مجھ کو کفر کی دعوت دینے کی جرأت کی ہے اس وقت آپ نے دُعا کی "رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ" چونکہ آپ کی بی بی رحمت نے مصیبت میں آپ کا ساتھ دیا اور صبر کیا، اس لیے اللہ نے اس پر رحمت فرمائی اور اس کے لیے حکم میں تخفیف کردی اور حضرت ایوب علیہ السلام کو قسم پوری کرنے کی یہ تدبیر بتادی کہ (سوشاخوں کا) ایک گٹھا لے کر ایک دم رحمت کے ماردو، اس طرح تمہاری قسم پوری ہوجائے گی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی چھوٹی چھوٹی سوشاخوں کا ایک گٹھا بنا کر بیوی کے ایک مرتبہ ماردیا۔ "وخذ بیدک ضغثًا فاضرب به ولا تحنث"

بعض روایات میں آیا ہے کہ ابلیس ایک صندوقچہ میں دوائیں بھر کر (طبیب کی ہیئت بنا کر) حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کے راستہ میں آکھڑا ہوا۔ بی بی اِدھر سے گزری اور طبیب کو دیکھا تو اس سے کہا میرا ایک بیمار ہے، کیا تم اس کا علاج کردو گے۔ ابلیس نے کہا ہاں علاج کردوں گا اور اس کے سوا اور کسی معاوضہ کا طلبگار بھی نہیں ہوں گا کہ جب میں اس کو تندرست کردوں تو اتنا کہہ دے کہ تم نے مجھے صحت مند کردیا۔ بیوی نے جاکر حضرت ایوب علیہ السلام سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا وہ ابلیس ہے، جس نے تجھے فریب دیا ہے، میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر اللہ نے مجھے شفا عطا فرمادی تو میں تیرے سو قمچیاں ماروں گا۔

وہب وغیرہ کا بیان ہے کہ ایوب علیہ السلام کی بیوی کچھ محنت مزدوری کر کے ایوب علیہ السلام کے لیے کھانا لے آتی تھی۔ جب ایوب علیہ السلام کا دُکھ اور بڑھ گیا تو لوگوں نے آپ کی بیوی کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور ایک روز تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ کسی نے اس کو کام پر لگایا ہی نہیں، دن بھر اس نے کام کی تلاش کی مگر کوئی کام نہیں ملا، مجبوراً اس نے اپنے سر کے بالوں کی ایک لٹ کاٹ کر ایک روٹی کے عوض اس کو بیچ ڈالا۔ روٹی لے کر ایوب علیہ السلام کے پاس آئی تو آپ نے پوچھا، سر کی لٹ کیا ہوئی؟ بی بی نے واقعہ بیان کردیا، اس وقت آپ نے کہا "مَسَّنِيَ الضُّرُّ"، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے یہ الفاظ اس وقت کہے تھے، جب زخموں کے کیڑے آپ کے دل اور زبان کی طرف جانے لگے تھے، آپ کو اندیشہ ہوا کہ اگر ایسا ہوگیا تو میں اللہ کے ذکر و فکر سے بھی جاؤں گا۔

حبیب بن ثابت نے کہا جب تین باتیں حضرت ایوب علیہ السلام کے سامنے آ گئیں۔ اس وقت مجبوراً آپ نے "مَسَّنِيَ الضُّرُّ" کہا۔ ❶ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی اطلاع پا کر آپ کے دو دوست آئے اور دیکھا کہ آپ کی آنکھیں جاتی رہی ہیں اور عام حال بھی برا ہے، کہنے لگے، اگر اللہ کے ہاں تمہارا کچھ بھی مرتبہ ہوتا تو یہ دُکھ تم کو نہ پہنچتا۔

❷ بیوی نے آپ کے لیے کھانا تلاش کیا لیکن قیمت موجود نہ ہونے کی وجہ سے میسر نہ آیا، مجبوراً اپنا ایک گیسو کاٹ کر (فروخت کر کے اس کی قیمت سے) کھانا لے کر آئی اور آپ کو کھلایا۔ ❸ ابلیس نے کہا تھا کہ میں ایوب علیہ السلام کا علاج کروں گا۔ شرط یہ ہے کہ شفاء پانے کے بعد وہ یہ اقرار کر لے کہ تو نے مجھے تندرست کر دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ (شاید) بیوی نے حرام زنا کیا اور گیسو کاٹ دیا اور اس وسوسہ کے پیدا ہونے پر آپ کے لیے صبر کرنا مشکل ہو گیا اور بیوی کو بلا کر بقسم کہا کہ میں تیرے سو تازیانے ماروں گا اور پھر دُعا کی۔

"مَسَّنِيَ الضُّرُّ" کا مطلب بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ دشمنوں کی شماتت کا مجھے دُکھ لگ گیا ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ تندرست ہو جانے کے بعد جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ مصیبت کے زمانے میں سب سے بڑھ کر تکلیف دہ چیز آپ کے لیے کیا تھی، فرمایا میرے دُکھ پر دشمنوں کا خوش ہونا۔ بعض اقوال میں آیا ہے کہ ایک کیڑا ران سے نیچے گر گیا، آپ نے اس کو اُٹھا کر پھر اس کی جگہ (ران میں) رکھ دیا اور فرمایا کیا مجھے اللہ نے تیری غذا بنایا ہے اس وقت کیڑے نے ایسا کاٹا کہ جتنے کیڑوں نے اس سے پہلے کاٹا تھا سب کی تکلیف سے اس کیڑے کے کاٹنے کی تکلیف بڑھ گئی اور آپ نے (بے ساختہ) "مَسَّنِيَ الضُّرُّ" کہا۔

سوال: اللہ نے تو ایوب علیہ السلام کو صابر کے خطاب سے سرفراز فرمایا حالانکہ اپنے دُکھ کا شکوہ کیا اور بے صبری کا مظاہرہ کیا "اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ" بھی کہا اور "مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ" بھی فرمایا؟

جواب: یہ شکایت نہ تھی دُعا تھی کیونکہ اللہ نے اس دُعا کے سلسلہ میں فرمایا: "فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ" ہم نے اس کی دُعا قبول کی۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ جزع اور بے صبری تو مخلوق سے بیماری کی شکایت کرنے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔ اللہ سے بیماری کے اظہار کا نام جزع اور بے صبری نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا: "اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ" میں اللہ سے اپنے اندرونی اندوہ و غم کا شکوہ کرتا ہوں۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے جو شخص فیصلہ خداوندی پر راضی ہو اور لوگوں سے اپنے دُکھ کا اظہار کرے تو یہ بے صبری اور جزع نہیں ہے (بلکہ اپنی حالت کا اظہار ہے) جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانہ میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور پوچھا آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں؟ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حالت کیسی محسوس ہوتی ہے مزاج کیسا ہے؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے کو مغموم اور بے چین پاتا ہوں۔ امام احمد نے حضرت (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے) بیان کیا کہ بقیع سے واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اس وقت آپ کے سر میں درد ہو رہا تھا اور مجھے بھی سر کا دُکھ تھا (یعنی درد سر تھا) میں نے کہا ہائے سر۔ فرمایا (تم ہی نہیں) میں بھی کہتا ہوں آہ میرا سر۔ الحدیث

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿84﴾

ترجمہ: سوہم نے ان کی دعا قبول کی اوران کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور (بلا استدعا) ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطا فرمایا اوران کے ساتھ (گنتی میں) ان کے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والوں کے لئے یادگار رہنے کے سبب سے۔

تفسیر: 84 "فاستجبنا له فكشفنا مابه من ضرٍّ" تکلیف سے ان کو دور اس طرح کیا کہ اللہ عزوجل نے حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا پاؤں زمین پر ماریں۔ جب انہوں نے پاؤں زمین پر مارا تو ایک چشمہ جاری ہو گیا جس کا پانی ٹھنڈا تھا، ان کو حکم دیا کہ اس پانی سے غسل کریں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی ظاہری بیماری کو دور کر دیا۔ پھر چالیس قدم چلے، پھر حکم ہوا کہ اپنا پاؤں زمین پر ماریں، حضرت نے ایسا ہی کیا، پھر چشمہ نکل پڑا، حکم ہوا کہ اس چشمہ سے پئیں۔ جب انہوں نے اس چشمہ سے پیا، اندرونی تمام بیماریاں ختم ہو گئیں۔ پھر اس کے بعد تمام لوگوں سے حسین و جمیل ہو گئے۔ "وأتيناه اهله ومثلهم معهم" اس بارے میں مفسرین کا آپس میں اختلاف ہے۔

یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم، قتادہ، حسن اور اکثر مفسرین کا قول ہے کہ اللہ نے بعینہ وہی (مرے ہوئے) اہل و عیال زندہ کر دیئے تھے اور اتنے ہی اور بھی عطا فرما دیئے تھے۔ ظاہر آیت اسی تفسیر پر دلالت کر رہی ہے۔ حسن کا قول ہے کہ اتنے ہی مویشی اور اولاد اسی مویشی اور اولاد کی نسل سے پیدا کر دیئے (جن کو مرنے کے بعد اللہ نے زندہ کیا تھا) اس مطلب کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے ہوتی ہے جو بروایت ضحاک آیا ہے کہ اللہ نے اس بیوی کو دوبارہ جوان کر دیا اور اس کے بطن سے اس کے بعد چھبیس (۲۶) لڑکے پیدا ہوئے۔ وہب نے کہا سات لڑکیاں اور تین لڑکے پیدا ہوئے۔ ابن یسار نے کہا حضرت ایوب علیہ السلام کے سات لڑکے اور سات لڑکیاں ہوئیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے دو خرمن تھے۔ ایک گیہوں کا دوسرا جَو کا۔ اللہ نے دو بدلیاں بھیجیں، ایک بدلی نے ایک خرمن پر سونے کی بارش کی اور دوسری بدلی نے دوسرے خرمن پر چاندی بہادی۔ یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا، اللہ نے آپ کو آپ کے صبر کی وجہ سے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اپنے خرمن کو باہر نکل کر دیکھو۔ حسب الحکم آپ باہر نکلے، اللہ نے آپ کے خرمن پر سونے کی ٹڈیاں بھیج دیں۔

ایک ٹڈی جو اُڑی تو ایوب علیہ السلام نے اس کا پیچھا کیا اور پکڑ کر واپس لے آئے۔ فرشتے نے کہا جو کچھ (ٹڈیاں) خرمن کے اندر ہیں کیا وہ آپ کے لیے کافی نہیں تھیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا یہ تو میرے رب کی برکتوں میں سے ایک برکت ہے اور میں اپنے رب کی نوازشوں سے سیر نہیں ہو سکتا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جو مویشی اور اہل و عیال مر چکے تھے، اللہ نے ان کو دوبارہ زندہ نہیں کیا بلکہ ان جیسے دوسرے عطا فرما دیئے۔ عکرمہ کا قول ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا گیا کہ تیری اولاد آخرت میں تجھے ملے گی۔ اب اگر تو چاہتا ہے تو ہم اس دُنیا میں تیرے پاس بھیج دیں اور اگر تیری خواہش ہو تو وہ اولاد آخرت

میں تیرے لیے رکھ دیں اوران کی مثل ویسی ہی اولاد تجھے دُنیا میں دے دیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے آخری شق کو پسند کیا کہ مرنے والی اولاد تو آخرت میں عطا کردی جائے اوران کی مثل دوسری اولاد دُنیا میں مل جائے۔ اس روایت کے بموجب آیت کا مطلب اس طرح ہوگا۔ ہم نے ایوب کو اس کی (مرجانے والی) اولاد تو آخرت میں عطا کرنے کے لیے رکھ لی اورانہی کی طرح دوسری اولاد دُنیا میں مرحمت فرمادی۔ آیت میں اہل سے مراد ہے اولاد۔

"رحمة من عندنا" ہم نے حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنی طرف سے نعمت سے نوازا۔ "وذکرىٰ للعابدين" نصیحت ہے عبادت گزاروں کے لیے اورعبرت ہے دوسرے لوگوں کے لیے۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَاالْكِفْلِ ط كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ 85 وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ط اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ 86 وَذَاالنُّوْنِ اِذْذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ. اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ 87

ترجمہ: اوراسماعیلؑ اورادریسؑ اورذوالکفل کا تذکرہ کیجئے (یہ) سب (احکام الٰہیہ پر) ثابت قدم رہنے والے لوگوں سے تھے اورہم نے ان کو اپنی رحمت (خاصہ) میں داخل کرلیا تھا بیشک یہ کمال صلاحیت والے لوگوں میں تھے اورمچھلی والے (پیغمبر یونس علیہ السلام) کا تذکرہ کیجئے جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہوکر چل دیئے اورانہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر (اس چلے جانے میں) کوئی داروگیر نہ کریں گے پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ (سب نقائص سے) پاک ہیں میں بیشک قصوروار ہوں۔

تفسیر: 85 "واسماعیل" یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے (و ادریس) یعنی اخنوخ "وذالکفل کل من الصابرین" اللہ کے حکم پر۔

ذالکفل کون تھے؟

ذالکفل کون تھے؟ پیغمبر تھے یا نہ تھے، اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ عطاء کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کے پاس وحی آئی کہ آپ کے انتقال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ بنی اسرائیل کے سامنے اپنی حکومت رکھئے اورجو شخص اس بات کی ذمہ داری لے کہ وہ رات میں نماز پڑھے گا، سستی نہیں کرے گا اوردن کو ہمیشہ روزے رکھے گا، کسل نہیں کرے گا اورلوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرے گا، اس کو غصہ نہیں آئے گا، اس کو حکومت سپرد کردیجئے۔ پیغمبر نے بنی اسرائیل کے سامنے معاملہ رکھا، مجلس میں سے ایک جوان اُٹھا اورعرض کیا، میں یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں، اس جوان نے ذمہ داری قبول بھی کرلی اوراس کو پورا بھی کیا اوراللہ نے بھی اس کی قدرافزائی کی اوراس کو نبوت سے سرفراز فرمادیا، اسی جوان کا نام ذوالکفل ہوا۔